https://farid.ps/articles/how_britain_and_the_un_caved_to_terrorism/ur.html

برطانیہ اور اقوام متحدہ نے دہشت گردی کے سامنے کیسے ہتھیار ڈالے

1949 میں اسرائیل کو ایک خودمختار ریاست کے طور پر قائم کرنا اور اقوام متحدہ (اقوام متحدہ) میں اس کی رکنیت حاصل کرنا بیسویں صدی کی تاریخ میں ایک اہمستقل تبدیلی تھا، جو سفارتکاری، جغرافیائی سیاسیات اور تشدد کے غیر مستحکم امتزاج سے چلتا تھا۔ اس عمل کے مرکز میں صیہونی انتہا پسند گروہوں کی کارروائیاں تھیں، خاص طور پر ارگن اور لیہی، جن کے انتہائی پرتشدد اقدامات — جو اب جدید معیارات کے مطابق دہشت گردی کے طور پر درجہ بند کیے جاتے ہیں — نے برطانیہ پر فلسطین کے مینڈیٹ کو ترک کرنے کے لیے دباؤ ڈالنے اور اقوام متحدہ کو اسرائیل کو تسلیم کرنے پر مجبور کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ یہ مضمون یہ استدلال کرتا ہے کہ برطانیہ اور اقوام متحدہ، ان پرتشدد مہمات سے مغلوب ہو کر، اسرائیل کی خودمختاری کو قبول کر کے عملاً صیہونی دہشت گردی کے سامنے جھک گئے، حالانکہ اس نے اقوام متحدہ کے شرائط، بشمول تقسیم کا منصوبہ، مہاجرین کے حقوق اور انسانی حقوق کے فرائض، کی صرف جزوی طور پر تعمیل کی۔ یہ مضمون برطانوی مینڈیٹ کے فلسطینی حقوق کے تحفظ کے عزم، برطانوی حکمرانی کو ختم کرنے کے لیے صیہونی گروہوں کی حکمت عملیوں، اسرائیل کی اقوام متحدہ کی شناخت کے شرائط، اور اسرائیل کی علاقائی توسیع کے ساتھ ہونے والی عدم تعمیل اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا جائزہ لیتا ہے۔

برطانوی مینڈیٹ اور فلسطینیوں کے تئیں اس کی ذمہ داریاں

1922 میں لیگ آف نیشنز کے ذریعہ رسمی طور پر قائم کردہ فلسطین کے لیے برطانوی مینڈیٹ ایک قانونی ڈھانچہ تھا، جسے سابق عثمانی علاقوں کا انتظام کرنے اور اسے خودمختاری کے لیے تیار کرنے کا کام سونپا گیا تھا۔ اس میں 1917 کی بالفور اعلامیہ شامل تھی، جس نے برطانیہ کو ”فلسطین میں یہودی عوام کے لیے قومی وطن قائم کرنے“ کی سہولت دینے کا پابند کیا، جبکہ اس بات کو یقینی بنایا گیا کہ ”موجودہ غیر یہودی برادریوں کے شہری اور مذہبی حقوق کو نقصان پہنچانے والا کوئی کام نہیں کیا جائے گا۔“ 1920 کی دہائی کے اوائل میں فلسطین کی آبادی تقریباً 90٪ عرب (مسلمان اور عیسائی) اور 10٪ یہودی تھی، اس لیے فلسطینی حقوق کا تحفظ ایک بنیادی ذمہ داری تھی۔

ینڈیٹ کے فلسطینیوں کے لیے اہم دفعات میں ان کے شہری اور مذہبی حقوق کا تحفظ، یہ یقینی بنانا کہ یہودی ہجرت ان کی حیثیت کو نقصان نہ پہنچائے، ان کے مذہبی اداروں کا احترام یقینی بنانا، اور بغیر کسی امتیاز کے ضمیر کی آزادی، عبادت اور تعلیم لی ضمانت دینا شامل تھا۔ برطانیہ کو جوابدہی یقینی بنانے کے لیے لیگ آف نیشنز کو سالانہ رپورٹس پیش کرنا ضروری تھا۔ تاہم، ینڈیٹ کے دوہرے مقاصد—یہودی قومی وطن کی حمایت کرنا اور ساتھ ہی فلسطینی حقوق کا تحفظ کرنا—ناقابل مصالحت ثابت ہوئے۔ یہودی ہجرت 1917 میں 60,000 سے بڑھ کر 1947 تک 600,000 ہو گئی، اور زمین کی خریداری نے عربوں میں بے لھری کے خدشات کو ہوا دی۔ برطانیہ کی مشترکہ طرز حکمرانی قائم کرنے کی کوششیں، جیسے کہ ایک قانون ساز کونسل، عربوں کے بائیکاٹ اور یہودیوں کے اقلیتی حیثیت کے بارے میں خدشات کی وجہ سے ناکام ہو گئیں، جس سے تناؤ بڑھ گیا۔

صیہونی انتہا پسند تشدد: ایک دہشت گردی کی مہم

ہودی ریاست کے قیام کے ہدف سے چلنے والی صیہونی تنظیمیں 1940 کی دہائی میں عسکری ہو گئیں، خاص طور پر 1939 کے وائٹ پیپر کے بعد، جس نے پانچ سالوں میں یہودی ہجرت کو 75,000 تک محدود کر دیا اور ایک متحد فلسطینی ریاست کا تصور پیش لیا۔ ینا خم بیگن کی قیادت میں ارگن اور سٹرن گینگ کے نام سے مشہور لیہی نے برطانوی حکمرانی کو ناقابل برداشت بنانے کے لیے انتہائی تشدد کو اپنایا، فوجی، شہری اور سفارتی اہداف پر حملہ کیا، جو کہ جدید دہشت گردی کی تعریفوں کو پورا کرتے ہیں۔ ان کا مقصد "عظیم اسرائیل" تھا، جو پورے ینڈیٹ فلسطین کو شامل کرتا تھا، بشمول مغربی کنارہ اور ٹرانسجارڈن، اور انہوں نے اقوام متحدہ کے تقسیم کے منصوبے جیسے سمجھوتوں کو مسترد کر دیا۔

اہم پر تشدد کارروائیاں

1. **فوجی اہداف:**
   - فروری 1946 میں، ارگن اور لیہی نے برطانوی ہوائی اڈوں پر 15 طیاروں کو تباہ کیا اور آٹھ کو نقصان پہنچایا، جس سے فوجی کنٹرول کمزور ہوا۔
   - جولائی 1947 میں، ارگن نے سزائے موت پانے والے اراکین کے بدلے برطانوی سارجنٹس کلفورڈ مارٹن اور میروین پیس کو اغوا کیا اور پھانسی دی، جس نے برطانوی عوامی رائے کو ہلا کر رکھ دیا اور تنازعہ کی وحشت کو اجاگر کیا۔
2. **شہری بنیادی ڈھانچہ:**

- جون 1946 میں، ہگانہ، ارگن اور لیہی نے فلسطین کو پڑوسی ممالک سے جوڑنے والے گیارہ میں سے نو پلوں کو تباہ کر دیا، جس سے علاقہ الگ تھلگ ہو گیا اور برطانوی لاجسٹکس میں خلل پڑا۔
- جولائی 1946 میں، ارگن نے یروشلم میں کنگ ڈیوڈ ہوٹل، جو برطانوی انتظامی ہیڈکوارٹر تھا، کو بم سے اڑا دیا، جس میں 91 افراد ہلاک ہوئے (41 عرب، 28 برطانوی، 17 یہودی)، جس نے انتظامیہ کو شدید کمزور کر دیا۔

3. شہریوں پر حملے:

- ارگن نے حیفہ اور یروشلم میں عرب بازاروں پر بمباری کی، جس میں درجنوں افراد ہلاک ہوئے اور بین الاقوامی کشیدگی بڑھ گئی، جس سے وسیع پیمانے پر خوف پھیل گیا۔
- اپریل 1948 میں، ارگن اور لیہی نے دیر یاسین میں 100 سے زائد فلسطینی دیہاتیوں، بشمول خواتین اور بچوں، کا قتل عام کیا، جس نے فلسطینیوں کی اجتماعی نقل مکانی کو شروع کیا اور مہاجرین کے بحران کو شدید کر دیا۔

4. بیرون ملک برطانوی عمارتوں پر حملے:

- اکتوبر 1946 میں، ارگن نے روم میں برطانوی سفارت خانے پر 40 کلو ٹی این ٹی سے بمباری کی، جس میں دو افراد زخمی ہوئے اور عمارت کو نقصان پہنچا؛ بیگن کے ساتھی زیو اپسٹین حملہ آوروں میں شامل تھا۔
- اگست 1947 میں، ارگن نے ویانا کے ہوٹل سیچر میں برطانوی ہیڈکوارٹر پر سوٹ کیس بم دھماکے کیے، جس سے ہلکا نقصان ہوا لیکن پروپیگنڈہ اثر بڑھا۔

5. اعلیٰ عہدیداروں کے قتل:

- نومبر 1944 میں، لیہی نے مشرق وسطیٰ کے لیے برطانوی وزیر لارڈ موئن کو قاہرہ میں قتل کیا، جو برطانوی اتھارٹی کے خلاف مزاحمت کا اشارہ تھا۔
- ستمبر 1948 میں، لیہی نے یروشلم میں اقوام متحدہ کے ثالث فالک برناڈوٹ کو قتل کیا، کیونکہ وہ ان کے نظرثانی شدہ تقسیم کے منصوبے کے خلاف تھے، جو یہودی علاقوں کو کم کرتا تھا اور مہاجرین کی واپسی پر زور دیتا تھا۔

اضافی حربے

- **غیر قانونی ہجرت (علیہ بیٹ):** یہودی ایجنسی نے، ارگن اور لیہی کی حمایت سے، غیر قانونی ہجرت کا اہتمام کیا، جس سے دسیوں ہزار یہودی مہاجرین فلسطین لائے گئے۔ جولائی 1947 میں ایس ایس ایکسوڈس واقعہ، جہاں برطانیہ نے 4,515 مہاجرین کو زبردستی یورپ واپس بھیجا، ایک پروپیگنڈہ فتح بن گیا، جس نے برطانیہ کی ساکھ کو نقصان پہنچایا۔

- **پروپیگنڈہ مہم:** صیہونی گروہوں نے برطانوی پالیسی کو یہود دشمنی کے طور پر پیش کیا، خاص طور پر امریکہ میں ہولوکاسٹ کے تئیں ہمدردی کا فائدہ اٹھا کر، اینگلو-امریکی تعلقات پر دباؤ ڈالا۔
- **مالی مدد:** یونائیٹڈ جیوش اپیل نے 1947 میں 150 ملین ڈالر جمع کیے، جن میں سے نصف فلسطین کے لیے تھا، جو مزاحمتی کوششوں کو فنانس کرتا تھا۔

ان اقدامات نے ایک بے قابو ماحول بنایا، جس میں تخمینہ شدہ 2 ملین پاؤنڈ کا معاشی نقصان اور سینکڑوں برطانوی ہلاکتیں ہوئیں، جس نے جنگ سے تھکے ہوئے برطانیہ کو مغلوب کر دیا۔

برطانوی ہتھیار ڈالنا: دہشت گردی کے سامنے جھکنا

برطانیہ کا مینڈیٹ چھوڑنے کا فیصلہ، جو فروری 1947 میں اعلان کیا گیا اور 14 مئی 1948 کو مکمل ہوا، صیہونی تشدد کے مسلسل دباؤ اور وسیع تر پابندیوں سے چلتا تھا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد، برطانیہ 3 بلین پاؤنڈ کے قرض سے دوچار تھا اور امریکی قرضوں پر انحصار کرتا تھا۔ فلسطین میں 100,000 فوجیوں کو برقرار رکھنا، جو ہر سال لاکھوں کی لاگت لیتا تھا، گھریلو بازسازی کے مطالبات کے درمیان ناقابل برداشت تھا۔ برطانوی عوامی رائے، جنگ اور نقصانات سے تھک کر، مینڈیٹ کے خلاف ہو گئی، اور میڈیا نے فلسطین کو دلدل کے طور پر پیش کیا۔ 100,000 یہودی مہاجرین کو قبول کرنے کے لیے امریکی دباؤ اور تقسیم کے لیے سوویت حمایت نے برطانیہ کی پوزیشن کو مزید کمزور کیا۔

ارگن اور لیہی کی تشدد، خاص طور پر کنگ ڈیوڈ ہوٹل کی بمباری اور سارجنٹس افیئر جیسے ہائی پروفائل واقعات نے برطانوی افواج کو حوصلہ شکنی کی اور سیاسی عزم کو کمزور کیا۔ ان دہشت گردانہ کارروائیوں نے، جو افراتفری اور خوف پیدا کرتی تھیں، برطانیہ کی حکمرانی کی نااہلی میں براہ راست حصہ ڈالا۔ اس معاملے کو اقوام متحدہ کے حوالے کر کے، برطانیہ نے تسلیم کیا کہ وہ تشدد کو سنبھال نہیں سکتا یا مینڈیٹ کے متضاد فرائض کو ہم آہنگ نہیں کر سکتا، جو کہ عملاً صیہونی انتہا پسندی کے سامنے ہتھیار ڈالنے کے مترادف تھا، جبکہ فلسطینی حقوق کے تحفظ کی اپنی ذمہ داری کو پورا کرنے میں ناکام رہا۔

اقوام متحدہ کی شناخت اور رکنیت: شرائط اور ہتھیار ڈالنا

اقوام متحدہ، لیگ آف نیشنز کے جانشین کے طور پر، نے 1947 میں فلسطین کے سوال کو وراثت میں لیا۔ اس کا جواب اسرائیل کی خودمختاری اور رکنیت کو شکل دیتا تھا، لیکن یہ عمل صیہونی گروہوں کی طرف سے بنائے گئے پر تشدد تناظر سے بہت زیادہ متاثر

تھا۔

اقوام متحدہ کا تقسیم منصوبہ اور اسرائیل کی خودمختاری

نومبر 1947 میں، اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے قرارداد 181 کی منظوری دی، جس میں فلسطین کو یہودی (56%) اور عرب (43%) ریاستوں میں تقسیم کرنے کی تجویز دی گئی تھی، جبکہ یروشلم کو بین الاقوامی بنایا گیا تھا۔ یہودی ایجنسی نے اس منصوبے کو قبول کیا، اسے خودمختاری کی طرف ایک راستہ سمجھ کر، جبکہ عرب رہنماؤں نے اسے مسترد کر دیا، کسی بھی یہودی ریاست کی مخالفت کرتے ہوئے۔ 14 مئی 1948 کو، جب مینڈیٹ ختم ہوا، اسرائیل نے قرارداد 181 کا حوالہ دیتے ہوئے آزادی کا اعلان کیا۔ اس کے بعد ہونے والی عرب-اسرائیل جنگ نے 1949 کے جنگ بندی معاہدوں کے ذریعے اسرائیل کے علاقے کو مینڈیٹ فلسطین کے 78% تک توسیع دی، جو اقوام متحدہ کے مختص سے زیادہ تھا۔

اقوام متحدہ کی رکنیت کے لیے شرائط

اسرائیل نے 11 مئی 1949 کو قرارداد 273 (III) کے ذریعے اقوام متحدہ کی رکنیت حاصل کی، جس میں 37 ووٹ حق میں، 12 مخالف (زیادہ تر عرب ریاستیں) اور 9 غیر حاضر رہے۔ داخلہ درج ذیل پر منحصر تھا:

- **اقوام متحدہ کے چارٹر کی تعمیل:** اسرائیل نے چارٹر کے اصولوں کی پاسداری کا وعدہ کیا، بشمول تنازعات کا پرامن حل اور انسانی حقوق کا احترام۔
- **قرارداد 181 (تقسیم منصوبہ):** اسرائیل کے اعلان اور اقوام متحدہ کے بیانات نے تقسیم کے منصوبے کی قبولیت کی تصدیق کی، حالانکہ اس کی توسیع شدہ سرحدیں جنگ کی حقیقت کے طور پر خاموشی سے قبول کی گئیں۔
- **قرارداد 194 (مہاجرین کے حقوق):** آرٹیکل 11 نے فلسطینی مہاجرین کی واپسی یا معاوضے کا مطالبہ کیا۔ اسرائیل نے مذاکرات کے لیے تیاری ظاہر کی لیکن سیکورٹی اور آبادیاتی وجوہات کی بنا پر بڑے پیمانے پر واپسی کی مخالفت کی۔
- **انسانی حقوق کے فرائض:** اسرائیل سے ابھرتی ہوئی انسانی حقوق کے معیارات کی پابندی کی توقع کی جاتی تھی، بشمول عدم امتیاز اور اقلیتی حقوق۔

اقوام متحدہ کا فیصلہ درج ذیل سے متاثر تھا:

- **صیہونی تشدد:** 1948 میں لیہی کی طرف سے اقوام متحدہ کے ثالث فالک برناڈوٹ کا قتل، جو ان کے نظرثانی شدہ تقسیم کے منصوبے کی مخالفت کر رہا تھا، نے بنیاد پرستوں کی سمجھوتہ سے انکار کو اجاگر کیا۔ اگرچہ اسرائیلی حکومت نے اس

عمل کی مذمت کی، اس نے غیر مستحکم تناظر کو واضح کیا۔

- **جغرافیائی سیاسی حمایت:** امریکہ اور سوویت یونین نے ایک دوسرے کے اثر و رسوخ کا مقابلہ کرنے اور ہولوکاسٹ کے بعد انسانی خدشات کو حل کرنے کے لیے اسرائیل کی قبولیت کی حمایت کی۔
- **عملی حقیقت:** اقوام متحدہ نے اسرائیل کے توسیع شدہ علاقے پر فیکٹو کنٹرول کو تسلیم کیا، قرارداد 181 کی سرحدوں کی سخت عملدرآمد کے بجائے استحکام کو ترجیح دی۔

اسرائیل کو قبول کرکے، اقوام متحدہ نے صیہونی دہشت گردی سے بنائی گئی حقیقت کے سامنے ہتھیار ڈال دیے، جس نے برطانیہ کو پسپائی پر مجبور کیا اور فوجی کامیابیوں کے ذریعے ایک مکمل شدہ حقیقت بنائی۔ شرائط، اگرچہ اسرائیل نے رسمی طور پر قبول کی تھیں، ڈھیلے طریقے سے نافذ کی گئیں، جس سے اسرائیل کو مکمل تعمیل سے بچنے کی اجازت ملی۔

اسرائیل کی عدم تعمیل اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں

اسرائیل کی اقوام متحدہ کی رکنیت اقوام متحدہ کے قراردادوں اور انسانی حقوق کے عہد پر مبنی تھی، لیکن اس کے اقدامات نے نمایاں عدم تعمیل کو ظاہر کیا، جو علاقائی توسیع اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے ساتھ آیا۔

اقوام متحدہ کے شرائط کی عدم تعمیل

1. **قرارداد 181 (تقسیم منصوبہ):**
    - 1949 میں اسرائیل کی سرحدیں مینڈیٹ فلسطین کے 78% کو گھیرتی تھیں، جو قرارداد 181 سے مختص 56% سے کہیں زیادہ تھیں۔ مغربی گلیل اور نیگیو کے کچھ حصوں جیسے علاقوں کو فتح کے ذریعے شامل کیا گیا، بغیر عرب ریاست کے قیام کے۔
    - تقسیم کے منصوبے کو مکمل طور پر نافذ کرنے میں یہ ناکامی عرب شکایات کو ہوا دیتی تھی اور اقوام متحدہ کے ڈھانچے کو کمزور کرتی تھی۔
2. **قرارداد 194 (مہاجرین کے حقوق):**
    - اسرائیل نے 1948 میں بے گھر ہونے والے تقریباً 700,000 فلسطینی مہاجرین کی واپسی کو روک دیا، حالانکہ قرارداد 194 نے وطن واپسی یا معاوضے کا مطالبہ کیا تھا۔ 1950 کا غیر حاضرین کی جائیداد کا قانون مہاجرین کی زمینوں کو یہودی ملکیت میں منتقل کرتا تھا، آبادیاتی کنٹرول کو ترجیح دیتا تھا۔

- مہاجرین کا بحران عرب-اسرائیل تنازعہ کا ایک بنیادی پتھر بن گیا، جس میں لاکھوں لوگ اردن، لبنان اور شام کے کیمپوں میں بے شہریت رہے۔

3. **اقوام متحدہ کا چارٹر اور انسانی حقوق:**

- اسرائیل کی اپنی عرب اقلیت پر فوجی حکومت (1948-1966) نے شہری آزادیوں کو محدود کیا، بشمول نقل و حرکت اور سیاسی اظہار، جو عدم امتیاز کے اصولوں کی خلاف ورزی کرتا تھا۔ امتیازی زمینی قوانین اور وسائل کی غیر مساوی تخصیص نے فلسطینی شہریوں کو کنارے کر دیا۔
- ان طریقوں نے نظامی عدم مساوات کو مضبوط کیا، جو اقوام متحدہ کے چارٹر کے انسانی حقوق کے عہد کے منافی تھا۔

علاقائی توسیع

اسرائیل کی خواہشات 1949 کی جنگ بندی لائنوں سے آگے تھیں:

- 1956 میں، اسرائیل نے سوئز بحران کے دوران سینائی جزیرہ نما پر قبضہ کیا، لیکن اقوام متحدہ کے دباؤ میں واپس ہٹ گیا، جو توسیعی رجحانات کی نشاندہی کرتا تھا۔
- 1967 کی چھ روزہ جنگ میں، اسرائیل نے مغربی کنارہ، غزہ کی پٹی، مشرقی یروشلم اور گولان ہائٹس پر قبضہ کیا، مینڈیٹ فلسطین کے باقی 22% پر قبضہ کیا۔ مشرقی یروشلم کا الحاق اور بستیوں کی توسیع نے بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی کی، بشمول چوتھے جنیوا کنونشن کا منع، جو مقبوضہ علاقوں میں آبادکاروں کی منتقلی پر پابندی لگاتا ہے۔
- 2025 تک، مغربی کنارہ اور مشرقی یروشلم میں 700,000 سے زائد اسرائیلی آبادکار رہتے ہیں، جو ریاستی پالیسیوں کی حمایت سے، قبضے کو مضبوط کرتے ہیں اور فلسطینیوں کو بے دخل کرتے ہیں۔

انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں

مقبوضہ علاقوں میں اسرائیل کے اقدامات دستاویزی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی تشکیل کرتے ہیں:

- **بے دخلی اور گھروں کی مسماری:** بستیوں کی توسیع یا سزا کے مقاصد کے لیے ہزاروں فلسطینی گھروں کو مسمار کیا گیا ہے، جو رہائش اور جائیداد کے حقوق کی خلاف ورزی کرتا ہے۔

- **نقل و حرکت کی پابندیاں:** چیک پوائنٹس، مغربی کنارہ کی دیوار اور غزہ کی ناکہ بندی فلسطینی نقل و حرکت کو محدود کرتی ہے، جو کام، صحت کی دیکھ بھال اور تعلیم تک رسائی کو متاثر کرتی ہے، جو نقل و حرکت کی آزادی کی خلاف ورزی کرتی ہے۔
- **زیادتی سے طاقت کا استعمال اور حراست:** فوجی کارروائیاں اور انتظامی حراست، اکثر بغیر مقدمے کے، شہریوں کی ہلاکتوں اور خودسرانہ قید کا باعث بنی ہیں، جو مناسب عمل اور زندگی کے حق کی خلاف ورزی کرتی ہے۔
- **نظامی امتیاز:** رپورٹس اسرائیل کی پالیسیوں کو اپارٹہائیڈ کے طور پر بیان کرتی ہیں، جن میں علیحدگی، غیر مساوی حقوق اور اسرائیل اور مقبوضہ علاقوں میں فلسطینیوں کے خلاف نظاماتی امتیاز کا ذکر کیا گیا ہے۔

یہ خلاف ورزیاں، جو اسرائیل کے علاقائی کنٹرول اور یہودی آبادیاتی برتری کی ترجیح سے چلتی ہیں، اقوام متحدہ کی رکنیت کے شرائط، خاص طور پر انسانی حقوق اور مہاجرین کے فرائض کے ساتھ شدید تضاد میں ہیں۔

نتیجہ

ارگن اور لیہی جیسے صیہونی انتہا پسند گروہوں نے دہشت گردانہ کارروائیوں کے ذریعے — جو فوجی ہوائی اڈوں، شہری بنیادی ڈھانچے، فلسطینی آبادیوں، بیرون ملک برطانوی عمارتوں اور موئن اور برناڈوٹ جیسے عہدیداروں کے قتل پر نشانہ بناتے تھے — برطانیہ کو فلسطین مینڈیٹ ترک کرنے پر مجبور کیا۔ ان اقدامات نے، جنگ کے بعد برطانیہ کی کمزوریوں کا فائدہ اٹھا کر، حکمرانی کو ناممکن بنا دیا، جس سے اقوام متحدہ کی شمولیت ہوئی۔ اقوام متحدہ نے 1947 میں تقسیم کا منصوبہ تجویز کیا اور 1949 میں اسرائیل کو رکن کے طور پر قبول کیا، اقوام متحدہ کے چارٹر، انسانی حقوق، قرارداد 181 اور مہاجرین کے حقوق کی تعمیل کے شرط پر۔ اس کی توسیع شدہ سرحدوں اور محدود تعمیل کے باوجود اسرائیل کی خودمختاری کو قبول کر کے، برطانیہ اور اقوام متحدہ نے صیہونی دہشت گردی سے بنائی گئی حقیقت کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔ اسرائیل کی بعد کی عدم تعمیل — تقسیم کے منصوبے سے باہر علاقوں کو برقرار رکھنا، مہاجرین کی واپسی کو روکنا، اور قبضے اور بستیوں کے ذریعے انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں کرنا — نے اس کے اقوام متحدہ کے عہد کو کمزور کیا، فلسطینی تنازعہ کو طول دیا اور فلسطینی حقوق کو غیر مکمل چھوڑ دیا۔